۹۷واں باب

وادی نیل میں کشمکش حق و باطل

۹۰: سُوۡرَۃُ الۡاَعۡرَاف [۷ – ۸: وَلَوۡ أَنَّنَا ، ۹: قَالَ الۡمَلَأُ]

اختتامی آیات

۲۸۰ سورۃ کا روئے سخن تبدیل ہوتا ہے

۲۸۲ موسیٰ علیہ السلام بمقابلہ فرعون

۲۸۳ ملک بھر کے جادوگروں سے موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ شروع ہوتا ہے

۲۸۴ اقتدار کے جبر کا مقابلہ اللہ سے دعا اور صبر کے ذریعے

۲۸۵ پے درپے مختلف عذابوں کے سلسلے کے بعد آلِ فرعون کی غرقابی

۲۸۶ آلِ فرعون کی اقتدار سے بے دخلی اور بنی اسرائیل کی حکومت

۲۸۷ موسیٰ علیہ السلام کو توریت کا عطا ہونا

۲۸۸ موسیٰ علیہ السلام کی غیر موجودگی میں بنی اسرائیل کا بچھڑے کو معبود بنا لینا

۲۸۹ حاملینِ کتاب کے درمیان شرک کی ترویج کا انجام

۲۹۰ بنواسرائیل کے لیے نبی اُمّی کی پیروی سے مشروط وعدۂ رحمت

۲۹۱ سارے انسانوں کو نبی اُمّی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی دعوت

۲۹۲ بنی اسرائیلیوں کی سمندر کے کنارے آباد سنیچر والی بستی کا واقعہ

۲۹۳ بنواسرائیل تاقیامت ظالموں کے تسلط میں رہیں گے

۲۹۴ سروں پر لرزتے ہوئے پہاڑ تلے بنواسرائیل سے کتابِ الٰہی کو تھامنے کا عہد

۲۹۵ یومِ الست، لیا گیا عہد

۲۹۶ قیامت کب آئے گی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں معلوم!

۲۹۷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض واختیارات

۲۹۹ جب قرآن تمھارے سامنے پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سُنو اور خاموش رہو

۹۷واں باب

وادی نیل میں کشمکش حق و باطل

موسیٰ علیہ السلام توحید پیش کرتے ہیں اور بنی اسرائیل کو فرعونِ مصر سے نجات دلاتے ہیں

سُوۡرَۃُ الۡاَعۡرَاف کے مضامین کے بڑے حصے کو ہم پچھلے دو ابواب، سرگزشتِ تخلیقِ آدم علیہ السلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے قریش کو عذاب کی دھمکی میں بیان کر چکے ہیں اب اس کا آخری حصہ ہم "وادی نیل میں کشمکش حق و باطل" کے عنوان سے پیش کر رہے ہیں۔ سورۃ کا یہ بقایا پورا حصہ اس عنوان کے تحت نہیں آتا، یہ عنوان اِس حصے کے پہلے ایک تہائی کے موضوع کی مناسبت سے دیا گیا ہے، تاہم اس پورے باب کو مزید چار ذیلی ابواب میں تقسیم کیا ہے:

۱۔ قاہر و جابر و متکبر حکم ران کے دربار میں اللہ کی کبریائی کی بازگشت

۲۔ بنی اسرائیل کی تاریخ کے تمام ادوار

۳۔ خطاب کا رخ بنو اسرائیل اور سارے انسانوں کی جانب

۴۔ اختتامِ سورۃ پر دروسِ دین و حکمت

۱: قاہر و جابر و متکبر حکم راں کے دربار میں اللہ کی کبریائی کی بازگشت

سورۃ کا روئے سخن تبدیل ہوتا ہے

اس سورۃ کے گزشتہ سیکشن میں پانچ انبیاء کی دعوت، اُس کے اساسی موضوع، مخاطبین کی نفسیات اور اِن مخاطبین سے، اللہ کے نبٹنے کی سنّت پر گفتگو کے ذریعے سردارانِ قریش کو موقع فراہم کیا گیا کہ وہ اپنے معاملات پر غور کریں اور اِن تاریخی حقیقتوں کے آئینے میں اور منکرین پر عذابِ الٰہی کی نہ بدلنے والی سنّت کے پسِ منظر میں اپنی حالت پر غور کر لیں۔ آنے والے سیکشن میں ایک جلیل القدر اور اولوالعزم پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کا اور اُن کے پیچھے چلنے والی بنی اسرائیل کی قوم کا تذکرہ نسبتاً زیادہ تفصیل سے ہے، گزشتہ آیات کا مقصود مخاطبین کو منکرین پر عذابِ الٰہی کی سنّت سے آگاہ کرنا تھا، جب کہ آگے آنے والی آیاتِ مبارکہ میں خطاب کا اصل ہدف صرف سردارانِ قریش نہیں، بلکہ اہلِ

ایمان بھی ہیں۔ایک جانب اس میں قریش کو آگاہ کیا جارہا ہے کہ تمھاری فرعون کی جابر و قاہر منظم حکومت کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے، کہ جس کو ہم نے موسیٰؑ کے مقابلے میں غرقاب کر دیا اور مجبور و مقہور بنی اسرائیل کی مدد کی، دوسری جانب اس میں محمد ﷺ پر ایمان لانے والوں کے لیے بڑی تذکیر ہے کہ کس طرح ایک اہلِ ایمان گروہ اپنے رسول اور اپنی قیادت سے معاملہ کرتا ہے اور کس طرح اُس میں گم راہیاں در آتی ہیں اور پھر رب العالمین کس انداز سے اِن گم راہیوں کا تدارک اور گم راہوں کی اصلاح کرتا ہے۔

اہلِ ایمان کو بنی اسرائیل کے پسندیدہ گوہ کے بلوں میں گھسنے کی ممانعت

باہم ایک دوسرے کے مقابل حق و باطل کے دو فریق؛ حاملِ کتاب امتِ محمدیہ [ﷺ] امامتِ اُمم کے لیے کھڑی کی جارہی ہے جسے ابھی اقتدار نصیب نہیں ہوا ہے اور منکرین کا دوسرا فریق جس کی ابھی ناک نہیں رگڑی گئی ہے، سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف کا یہ سیکشن دونوں فریقین کو مخاطب کرتا ہے، تاکہ دونوں جان لیں کہ اب معاملات کس رخ پر جائیں گے۔ منکرین ہوش میں نہ آئے تو فرعون کی مانند مارے جائیں گے اور اہلِ ایمان کو بنی اسرائیل کی مانند ہجرت کرنا ہوگی، اُنھیں یہ نصیحت ہے کہ غور کریں کہ ماضی میں موسیٰ علیہ السلام کی ہم راہی میں ہجرت کرنے والے اہلِ ایمان نجات پاکر کس نوع کی غلطیوں کے مرتکب ہوئے تھے اور اُنھوں نے اللہ اور اُس کے نبی کے ساتھ کیسا معاملہ کیا تھا، یہ آیات نصیحت سے معمور ہیں کہ مسلمان اُس بل سے نہ ڈَسے جائیں، جس بل سے سابقہ امت ڈَسی گئی تھی۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل اگر ایک گوہ کے بِل میں گھسے ہیں تو میری امت بھی اُسی گوہ کے بل میں گھسے گی[۸۹]۔ یعنی اُسی نوعیت کی گم راہیوں میں مبتلا ہوگی۔اس سورۃ میں اس مقام پر ہم

---

۸۹ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا شِبْرًا وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوهُمْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى قَالَ فَمَنْ؟
ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے سے پہلی امتوں کی ایک ایک بالشت اور ایک ایک گز میں اتباع کروگے۔ یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم اس میں بھی ان کی اتباع کروگے۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہود و نصاریٰ مراد ہیں؟ فرمایا پھر اور کون۔ [بخاری؛ كِتَابُ الِاعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ:]

دیکھتے ہیں کہ نبی امی ﷺ پر ایمان لانے والے گروہ کو فتح و اقتدار سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کی جانب سے تعلیم دی جارہی ہے کہ ایک نبی کی امت کیوں کر نافرمانی اور گم راہی کی راہ پر سفر کرتی ہے، اِن کو پیشگی تنبیہ ہے کہ تم ایسا نہ کرنا۔

موسیٰ علیہ السلام بمقابلہ فرعون

موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی سر گزشت سے بالکل عیاں ہے کہ جس طرح محمد ﷺ کے خلاف قریش لگے ہیں ، اُسی طرح فرعون نے موسیٰ؈ کو شکست دینے کے لیے تمام اوچھے اور ظالمانہ ہتھکنڈے جو وہ استعمال کر سکتا تھا استعمال کرنے چاہے، مگر وہ اللہ کے رسول ﷺ کا اور اہلِ ایمان کا بال بھی بیکا نہ کر سکا اور اللہ نے مؤمنین کو اُن کی ناطاقتی اور کم زوری کے باوجود کام یاب و کامران کیا اور فرعون کو اُس کی تمام فوجوں اور وسائل کے علی الرغم پانی میں غرق کرکے شکست دی اور انجامِ کار مؤمنین کو زمین میں اُن کی جگہ اقتدار بخش دیا۔ اِن آیات سے یہ صاف پیغام مل رہا ہے کہ بہت جلد قریش بھی رسوا ہو کر شکست کھانے والے ہیں اور زمین پر اقتدار کا تاج مؤمنین کے سر پر سجنے والا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش، پرورش، جوانی، جلا وطنی، شادی، نبوت و بعثت وغیرہ کی تفصیلات پہلے مختلف سورتوں میں گزر چکی ہیں یہاں گفتگو کا آغاز یوں ہوتا ہے کہ: ہم نے موسیٰ؈ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے وزیروں، مشیروں کے پاس بھیجا، مگر انھوں نے ہماری نشانیوں کو تسلیم نہ کیا:

> پھر اُن [مذکورہ پانچ عذاب رسیدہ] قوموں کے بعد ہم نے موسیٰ؈ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے وزیروں، مشیروں کے پاس بھیجا، مگر انھوں نے بھی ہماری نشانیوں کو تسلیم نہ کیا، پس دیکھو کہ ان مفسدوں کا کیا انجام ہوا۔ موسیٰ؈ نے کہا کہ اے فرعون! میں سارے جہانوں[91] کے مالک و پالن ہار کی طرف سے بھیجا گیا ہوں، اللہ کے رسول کی حیثیت سے میرے مرتبے اور منصب کا یہ تقاضا ہے کہ حق کے سوا دوسری کوئی بات، اللہ کی طرف منسوب نہ کروں، میں تم لوگوں کے پاس تمھارے پروردگار کی طرف سے صریح سندِ سفارت [رسالت] لے کر آیا ہوں، لہٰذا تو بنو اسرائیل کو میرے ساتھ جانے دے۔ [موسیٰ؈ سے یہ سُن کر] فرعون نے کہا کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو اور کوئی نشانی بھی لائے ہو

91 رب العالمین یعنی سارے ممالک، کائنات، دونوں عالم دنیا و آخرت کا مالک و پالن ہار۔

تواُسے پیش کرو۔ موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی پھینکی تو وہ یک دم ایک جیتا جاگتا اژدھا تھی۔اس نے اپنی جیب سے

ہاتھ نکالا تو سب دیکھنے والوں کے سامنے چمک رہا تھا۔ .... مفہوم آیات ۱۰۳ تا ۱۰۸

حکم ران طبقے کی سازشیں

اس پر فرعون کی قوم کے مقتدر طبقے نے آپس میں اس بات پر اتفاق کیا کہ یقیناً یہ شخص بڑا ماہر جادو گر ہے، جس کے زور پر ہمیں ہمارے ملک کے اقتدار سے بے دخل کرنا چاہتا ہے، سوچو کہ کیا کریں؟ .... مفہوم آیات ۱۰۹ تا ۱۱۰

پھر سب نے فرعون کو مشورہ دیا کہ فی الوقت تو موسیٰؑ اور اس کے بھائی سے واضح جواب کے لیے مہلت و انتظار کا کہہ دیجیے اور مملکت کے تمام شہروں میں اپنے عاملین [officers] روانہ کریں کہ وہ ہر ماہر جادو گر کو آپ کے پاس لے آئیں۔ چناں چہ جادو گر فرعون کے پاس آ گئے۔انھوں نے فرعون سے پوچھا کہ اگر ہم غالب رہے تو ہمیں اس کا مناسب صلہ تو ضرور ملے گا؟ فرعون نے جواب دیا کہ ہاں! بلکہ تم درباریوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ .... مفہوم آیات ۱۱۱ تا ۱۱۴

ملک بھر کے جادو گروں سے موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ شروع ہوتا ہے

[میدانِ مقابلہ میں] جادو گروں نے موسیٰؑ سے پوچھا کہ تم [اپنا عصا] پھینکنے میں پہل کرتے ہو یا ہم کریں؟ موسیٰؑ نے جواب دیا کہ تم ہی پہلے پھینکو۔انھوں نے جو اپنے انجھر پھینکے تو [اُن کی رسّیاں سانپ بن کر دوڑتی نظر آ رہی تھیں] تماشائیوں کی نگاہیں مسحُور اور دل خوف زدہ ہو گئے، وہ بڑا ہی زبردست کرتب دکھا رہے تھے۔ ہم نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ اپنا عصا پھینکو۔ اُس کا پھینکنا تھا کہ [اژدھا] آن کی آن میں اُن کے جھوٹے مظاہر کو نگلتا چلا گیا۔اس طرح سچائی فتح مند ہوئی اور بناوٹی جھوٹ ظاہر ہو گیا۔ ..
.... مفہوم آیات ۱۱۵ تا ۱۱۸

فرعون شکستِ فاش پر مؤمنین کو صلیب پر چڑھانے کا اعلان کرتا ہے

فرعون اور اُس کے ساتھی ہار گئے اور ذلیل ہو کر رہ گئے۔ اور جادو گروں کو [ناگہاں انکشافِ حقیقت نے] بے اختیار سجدے میں گرا دیا۔ پکار اُٹھے کہ ہم اُس رب العالمین پر ایمان

لائے، جس کی طرف موسیٰؑ اور ہارون بلاتے ہیں۔ فرعون نے کہا کہ تم نے اس [دعوت الی اللہ] کو میری اجازت سے پہلے ہی قبول کر لیا! یقیناً یہ کوئی سازش تھی جو تم لوگوں نے اِس شہر میں کی تاکہ اس کے مالکوں [فراعین] کو اقتدار سے بے دخل کر دو۔ اچھا تو اس سازش کا نتیجہ تمھیں جلد معلوم ہو جائے گا۔ .... مفہوم آیات ۱۱۹ تا ۱۲۳

میں تمھارے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے [ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں] کٹوادوں گا اور پھر تم سب کو سُولی پر ٹھکوادوں گا[۹۲]۔ انھوں نے کہا کہ ہم اپنے رب ہی کی طرف پلٹائے جائیں گے۔ تُو بس اِس بات کی ہم کو سزا دے رہا ہے کہ جب ہمارے رب کی نشانیاں ہمارے سامنے آ گئیں تو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب، ہم پر ڈھیروں صبر انڈیل دے اور ہمیں اس حال میں موت دے کہ ہم مسلم [اللہ کے فرماں بردار] ہوں۔ .... مفہوم آیات ۱۲۴ تا ۱۲۶

فرعون سے اُس کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ کیا تُو موسیٰؑ اور اس کی قوم کو اسی طرح رہنے دے گا کہ ملک میں بدامنی پھیلائیں اور وہ تجھ کو اور تیرے معبُودوں کو ٹھکراتے رہیں! فرعون نے جواب دیا کہ [پریشانی کا کوئی معاملہ نہیں] ہمیں اِن کے اوپر پورا تسلط حاصل ہے؛ ہم اِن کے بیٹوں کو قتل اور ان کی عورتوں کو جیتا رہنے دیں گے۔ .... مفہوم آیت ۱۲۷

اقتدار کے جبر کا مقابلہ اللہ سے دعا اور صبر کے ذریعے

موسیٰؑ نے [اقتدار کے جبر کا مقابلہ کرنے کے لیے] اپنی قوم [بنی اسرائیل] کو نصیحت کی کہ اللہ سے مدد مانگو اور جماؤ دکھاؤ! یہ زمین اللہ کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے، جس کو چاہتا ہے اس پر اقتدار عطا کرتا ہے، آخری فتح تو متقیوں ہی کی ہے [اس کش مکش میں فیصلہ کن جیت اُن کو ملے گی جو اللہ سے ڈرتے ہوئے مقابلہ کریں گے]۔ وہ بولے کہ [کیوں کہ ایمان میں قوی نہ تھے] تجھ سے پہلے بھی ہم ستائے جاتے تھے اور اب تیرے آنے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے! اس نے جواب دیا کہ [پریشان نہ ہو، ہمت و حوصلہ بلند رکھو] وہ وقت قریب ہے کہ تمھارا رب تمھارے دشمن کو ہلاک کر دے گا اور تم کو اس ملک میں اقتدار کا مالک بنائے گا، اور تمھاری کارگزاری دیکھے گا۔ ...... مفہوم آیات ۱۲۸ تا ۱۲۹

۹۲ ذلت و عبرت کے ساتھ سزائے موت کے لیے سولی رائج تھی، جس کا اُس وقت مروج طریقہ یہ تھا کہ لکڑی کی صلیب پر زندہ انسان کو کیلوں سے ٹھوک دیا جاتا تھا، جس پر وہ جان دے دیتا اور پرندے اُس کو نوچ کھاتے۔

ہم نے فرعون کے [زیرِ تسلط سرزمین کے] لوگوں کو سالہا سال قحط اور پیداوار کی کمی میں مبتلا کیا،

شاید کہ ان کو ہوش آئے۔ مگر جب خوش حالی آتی تو کہتے کہ یہ تو ہمارا نصیب ہے، اور جب بُرا زمانہ آتا تو اُسے موسیٰؑ اور اس کے ساتھ چلنے والے اہلِ ایمان کی نحوست قرار دیتے، حالاں کہ ان کی نحوست تو اللہ کے پاس تھی، مگر ان میں سے اکثر علم سے کورے تھے۔ وہ موسیٰ سے کہتے کہ تُو ہمیں مسحور کرنے [قائل کرنے] کے لیے خواہ کیسی ہی نشانی لے آئے، ہم تو تیری بات ہرگز نہ مانیں گے۔.. مفہوم آیات ۱۳۰ تا ۱۳۲

۲: بنی اسرائیل کی تاریخ کے اہم ادوار

سورۃ الاعراف کی اگلی آیات میں بنی اسرائیل کی تاریخ کے مرحلوں کا تذکرہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر ہمیشہ بڑا فضل فرمایا مگر انھوں نے ہمیشہ ہی اللہ تعالیٰ کے انعامات کی ناقدری کی اور کسی تذکیر و تنبیہ سے دیرپا فایدہ نہیں اُٹھایا اور اب جب کہ نبی موعود [ﷺ] بھی ظہور فرما چکے ہیں، اُن کی وہی پرانی ٹیڑھی چال ہے۔ چناں چہ جس نبی کی آمد پر آگے بڑھ کر اُس کی نصرت کا اُن کو حکم دیا گیا تھا، وہ اُس کی مخالفت میں مشرکین کے ساتھ پیش پیش ہیں۔ اب جب کہ یہ نبی بھی اُن کے یہاں آنے کے بجائے اللہ کے حکم سے بنو اِسمٰعیل میں ظاہر ہو چکا ہے تو اُنھیں جاننا چاہیے تھا کہ تلافی مافات کے لیے یہ آخری موقع ہے، اب ضائع کرنے کے لیے بچا کیا ہے؟ نصرتِ رسول سے تو کچھ مل سکتا ہے، مگر وہ خود اپنے ہی دشمن بنے، نتیجتاً آنے والے برسوں میں اُن کے قبیلوں کے قبیلے سازشوں اور بدعہدی کے جرم میں جلا وطن کیے گئے، قتل کیے گئے، املاک سے بے دخل کیے گئے اور انجامِ کار امیر لمؤمنین، عمر بن الخطاب کے زمانے میں حجاز سے نکال دیے گئے۔

پے در پے مختلف عذابوں کے سلسلے کے بعد آلِ فرعون کی غرقابی

پھر اِن کی اصلاح کے لیے ہم نے ان کو پے در پے طوفان، ٹڈی دَل، سُرسُریاں، مینڈک، اور خون سے دوچار کیا اور جھنجوڑا، یہ کھلے معجزے تھے، مگر وہ تکبر سے انکار ہی کیے چلے گئے، بڑے ہی مجرم لوگ تھے۔ جب بھی کوئی عذاب آتا تو کہتے کہ اے موسیٰؑ، تم اپنے رب سے، اس عہد کے واسطے سے

جو اس نے تم سے کر رکھا ہے [۹۲]، ہمارے لیے دعا کرو، اگر اِس مرتبہ تُو ہم پر سے یہ مصیبت ٹلوا دے گا، تو ہم تیری بات مان لیں گے اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ جانے دیں گے۔ مگر جب ہم ان پر سے اپنا عذاب ایک وقتِ مقرر تک کے لیے، جس کو وہ بہر طور پہنچنے والے تھے، ہٹا لیتے تو وہ یک دم اپنی توبہ اور اپنا عہد بھول جاتے۔ تب ہم نے اُن سے انتقام لیا اور انھیں سمندر میں غرق کر دیا کیوں کہ انھوں نے ہماری نشانیوں کو جُھٹلایا تھا اور اُن سے بے پروا بنے رہے۔ .... مفہوم آیات ۱۳۳تا۱۳۶

آلِ فرعون کی اقتدار سے بے دخلی اور بنی اسرائیل کی حکومت

اُن آلِ فرعون [قبطیوں] کی جگہ ہم نے اُن لوگوں [بنو اسرائیل] کو جو غلام بنا کر رکھے گئے تھے، اُس مملکت کے مشرق و مغرب [طول و عرض] کا وارث بنا دیا، اُس مملکت کا، جسے ہم نے برکتوں سے مالا مال کیا تھا۔ یوں تیرے رب کا بنی اسرائیل کے حق میں سربلندی کا وعدہ پورا ہو گیا اس لیے کہ انھوں نے استقامت دکھائی اور فرعون اور اُس کی قوم کی تعمیرات و کارخانے اور باغ و چمن سب ملیا میٹ کر دیے۔ بنی اسرائیل کو ہم نے سمندر پار کرا دیا۔ [پھر وہ چلے تو] راستے میں اُن کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جو کچھ بُتوں کی پرستش میں لگے ہوئے تھے۔ لگے اپنے نبی سے کہنے کہ اے موسیٰؑ! ہمارے لیے بھی کوئی ایسا [مجسم] معبود بنا دے جیسے اِن لوگوں کے ہیں۔ موسیٰؑ نے کہا واقعی تم لوگ نِرے جاہل [۹۳] ہو۔

۹۲ یوسف علیہ السلام کی تعلیم و تربیت کے نتیجے میں آلِ فرعون [قبطی] اور بنی اسرائیل اللہ اور اُس کے رسولوں کے تصور سے آشنا تھے۔ وہ اتنا ضرور یقین رکھتے تھے کہ نبی کی موجودگی میں اللہ قوم کو ہلاک نہیں کرے گا اور نبی کا اللہ کے ساتھ ایک ایسا خصوصی تعلق ہوتا ہے جس کی بنا پر وہ مستجاب الدعوات [جس کی دعائیں قبول ہوں] ہوتا ہے۔ جب ملک میں کوئی مصیبت، اللہ تعالیٰ اس غرض کے لیے بھیجتے کہ شاید یہ اُس کی جانب پلٹیں تو وہ صرف اتنا پلٹتے کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر اللہ سے بلاؤں کے ٹلنے کی دعا کی درخواست کرتے۔ آج بھی تمام مذاہب میں صوفیوں اور پیروں کا ایک گروہ یورپ تا ایشیا و افریقہ ایسا دور آیا ہے جن کا یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ اللہ کے دربار میں پیرِ کامل کی دعا و شفاعت رد نہیں ہوتی۔ مسلمان معاشروں میں یہ لوگ یہاں سے بحرمتِ فلاں بحرمتِ فلاں...... کا اثبات مہیا کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ پر کسی کی حرمت کی دھونس نہیں چلتی، البتہ اللہ اپنے متقی اور پرہیز گار بندوں کو دعائیں کرنے پر مایوس نہیں کرتا۔ قرآن شاہد ہے کہ جب بستی پر شرک و بداعمالیوں کے سبب اللہ عذاب کا فیصلہ کر لیتا ہے تو ابراہیم علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی کی سفارش اور خواہش کو بھی اُن کے حق میں ردّ کر دیتا ہے، جیسا کہ قومِ لوط کے حق میں سفارش قبول نہیں کی گئی۔

۹۳ آنکھوں سے نظر آنے والے مجسم معبود کی خواہش ایک ایسی عادت تھی جو بنی اسرائیل میں سرائیت کر گئی تھی آج یہ بعینہٖ امتِ مسلمہ میں بھی اپنی جگہ بنا چکی ہے، اللہ کو سجدہ کرنے کے بجائے قبروں پر سجدہ اِن کو عزیز ہوتا ہے۔ بس

یہ بت پرست لوگ جس کام میں لگے ہیں وہ تو بے ثمر، برباد ہونے والا ہے اور جو عمل وہ کر رہے ہیں وہ سراسر باطل ہے۔ موسیٰؑ نے حیرت سے کہا کہ کیا میں اللہ کو چھوڑ کر کوئی اور الٰہ تمھارے لیے گھڑ دوں؟ [یہ کیوں کر ممکن ہے!!!] حالاں کہ وہ اللہ ہی ہے جس نے ساری دنیا پر تمھیں فضیلت بخشی۔ اور وہ احسان یاد کرو جب ہم نے تمھیں [جابر و قاہر اقتدار والے] آلِ فرعون سے نجات دی تھی جن کے جبر کا یہ حال تھا کہ تمھیں سخت عذاب میں رکھا ہوا تھا، تمھارے بیٹوں کو قتل کرتے اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھاری بڑی آزمایش تھی۔ .... مفہوم آیات ۱۳۷تا۱۴۱

موسیٰ علیہ السلام چالیس راتوں [أَرْبَعِينَ لَيْلَةً] کی مہم کے لیے کوہِ سینا پر

ہم نے موسیٰؑ کو [کوہِ سینا پر] تیس شبانہ، روز کی مہم کے لیے طلب کیا اور بعد میں دس مزید راتوں سے اُس کو مکمل کیا اس طرح اُس کے رب کی مقرر کردہ چالیس ایام کی مُدّت پوری ہوگئی۔ موسیٰؑ نے روانہ ہوتے ہوئے اپنے بھائی ہارونؑ سے کہا کہ میرے پیچھے تم قوم میں میرے جانشین ہو، اصلاح کرتے رہنا اور بگاڑ پیدا کرنے والوں کی رائے پر نہ چلنا۔ .... مفہوم آیت ۱۴۲

اللہ سے ہم کلامی [گفتگو] کے بعد موسیٰ علیہ السلام کا دیدار الٰہی کا مطالبہ اور نہ دیکھ پانا

جب موسیٰؑ ہمارے دیے ہوئے وقت پر پہنچا اور اس کے رب نے اُس سے گفتگو کی تو اس نے التجا کی کہ اے میرے پروردگار، مجھے موقع دے کہ میں تجھے دیکھ لوں۔ ارشاد ہوا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے البتہ پہاڑ کی طرف دیکھ، اگر وہ اپنی جگہ قایم رہ سکے تو پھر تم بھی مجھے دیکھ سکوگے۔ چناں چہ اُس کے رب نے جب پہاڑ پر تجلی ڈالی تو اُسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو بولا: پاک ہے تیری ذات، میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور سب سے پہلا ایمان لانے والا بنتا ہوں۔
.... مفہوم آیت ۱۴۳

نہیں چلتا تو جائے نماز پر قبروں کی تصویریں بنا لیتے ہیں، کہیں 'کربلائے معلا' اور کہیں 'گنبدِ خضراء' کی، یہ بھی ایک نوع کی مجسم معبود کی خواہش کا مظہر ہے، ہم ایک سمت کی جانب اللہ کو سجدہ کرتے ہیں! کعبۃ اللہ کو بھی سجدہ نہیں کرتے، کعبۃ اللہ کی سمت اختیار کر کے صرف اور صرف اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔ ہماری مساجد اور جائے نمازوں کو ہر طرح کی تصاویر سے مبرا ہونا چاہیے۔

موسیٰ علیہ السلام کو توریت کا عطا ہونا

فرمایا '' اے موسیٰؑ، میں نے تمام انسانوں کے درمیان سے تجھے منتخب کیا اپنی رسالت اور ہم کلامی کے اعزاز کے لیے، پس جو کچھ میں تجھے دُوں اُسے لے اور شکر گزاروں میں سے بن۔ اس کے بعد ہم نے موسیٰؑ کو ہر طرح کی [شعبۂ زندگی کے متعلق] نصیحت کی اور ہر چیز کے بارے میں واضح ہدایات تختیوں پر لکھ دیں اور اس سے کہا اِن ہدایات کو مضبوطی سے سنبھالو اور اپنی قوم کو ہدایت کرو کہ ان کے بہتر مفہوم کی پیروی کریں۔ عن قریب میں تمھیں فاسقوں کا ٹھکانا دکھاؤں گا [۹۴] ۔ ... مفہوم آیات ۱۴۴ تا ۱۴۵

بغیر کسی حق کے زمین میں تکبر کرنے والوں کو میں اپنی نشانیوں سے ہدایت نہیں دوں گا۔ اگر وہ تمام نشانیاں بھی دیکھ لیں تو تب بھی وہ اُن پر ایمان نہ لائیں گے، اگر سیدھی راہ کی ہدایت ملے تو اسے اختیار نہ کریں گے اور اگر ٹیڑھا راستہ نظر آئے تو اس پر بھاگ پڑیں گے، یہ اس لیے کہ انھوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور ان سے بے پروائی دکھائی۔ جنھوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور آخرت کی ملاقات کا اِنکار کیا اُن کے سارے نیک اعمال اکارت گئے اور غارت ہو گئے۔ جیسا کیا ویسی ہی جزا ملے گی، اس کے سوا اور کوئی کیا پا سکتا ہے۔ .... مفہوم آیات ۱۴۶ تا ۱۴۷

موسیٰ علیہ السلام کی غیر موجودگی میں بنی اسرائیل کا بچھڑے کو معبود بنا لینا

موسیٰؑ کے پیچھے [جب وہ طورِ سینا پر چالیس روزہ دورے پر تھا] اس کی قوم [بنو اسرائیل نے شیطان کے بہکاوے میں آ کر پوجا پاٹ کے لیے] اپنے زیوروں سے بچھڑے کا ایک مجسمہ بنا لیا جس میں سے [ہوا گزرنے پر بیل کی سی] آواز نکلتی تھی۔ کیا انھوں نے اتنا نہ دیکھا [غور نہ کیا] کہ وہ نہ ان سے بات کرتا ہے نہ اُن کی رہ نمائی کرتا ہے؟ مگر پھر بھی انھوں نے اسے معبود بنا لیا اور وہ [ظلمِ عظیم یعنی شرک میں مبتلا ہو کر] سخت ظالم بن گئے۔ پھر جب [ان کی جہالت اُن پر کھل گئی] انھوں نے دیکھ لیا کہ

---

۹۴ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا سَأُرِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ ﴿۱۴۵﴾ آسان و مشکل اور سرد و گرم ہر طرح کے حالات میں اس کتاب پر مضبوطی سے کاربند رہو، وہ اس طرح کہ عقلِ عام میں جو سیدھا مفہوم سمجھ میں آئے اُسی کو کتاب کا مدعا جانو، نہ کہ لفّاظی اور قانونی موشگافیوں سے اِس کے مدعا کے خلاف سیدھی بات کی اُلٹی تعبیریں کرو۔ کیوں کہ، جلد ہی زمانے میں تمھارا سابقہ نافرمانوں اور نفس کے بندوں [فاسقین] سے پڑے گا، کتاب پر سیدھی طرح بے چون و چرا عمل درآمد ہی اُن کی دسیسہ کاریوں سے بچا سکتا ہے۔

حقیقت میں وہ بہک گئے ہیں تو کہنے لگے کہ اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ فرمائے اور ہمیں معاف نہ کرے تو ہم برباد ہو جائیں گے۔.................................... مفہوم آیات ۱۴۸تا۱۴۹

اُدھر موسیٰ [اس جہالت اور فتنے کی اطلاع پا کر] غم اور طیش سے بھرا ہوا اپنی قوم کی طرف پلٹا۔ آتے ہی یوں غضب ناک ہوا کہ تم نے تو میری غیر حاضری میں [لٹیا ہی ڈبو دی] میری بہت بُری پیروی کی! تم سے اتنا بھی صبر نہ ہوا کہ اپنے رب کے احکام [وہدایات] کا انتظار کر لیتے [جو میں لینے کے لیے اُس کی طلبی پر طورِ سینا پر گیا ہوا تھا] ؟ اور تختیاں ایک طرف ڈال کے اپنے بھائی ہارونؑ [جنھیں موسیٰؑ کی غیر حاضری میں قوم کا قایم مقام سربراہ بنایا گیا تھا] کے سر کے بال پکڑ کر کھینچنے لگا۔ ہارونؑ نے [فتنے کی سرکوبی نہ کرنے پر معذرت پیش کرتے ہوئے] کہا اے میری ماں کے بیٹے، یہ لوگ معاملات میں مجھ پر غالب آ گئے تھے اور قریب تھا کہ مجھے مار ڈالتے، پس [مجھے سزا دے کر] تُو دشمنوں [شرک میں مبتلا لوگوں] کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دے اور اس شرک میں مبتلا ظالم گروہ میں مجھے شمار نہ کر۔ تب [حقیقت حال معلوم ہونے پر] موسیٰؑ نے کہا، اے میرے رب! میری خطا معاف فرما اور میرے بھائی کی بھی اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما، تُو تو ارحم الرّحمین ہے۔ ... مفہوم آیات ۱۵۰ تا ۱۵۱

حاملینِ کتاب کے درمیان شرک کی ترویج کا انجام

[جواب میں ارشاد ہوا کہ] جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنایا وہ ضرور اپنے رب کے غضب کا شکار ہو کر اسی دنیا کی زندگی میں ذلیل و رُسوا ہوں گے۔ جھوٹی تہمت لگانے والوں کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں، البتہ جو لوگ بُرے کام کرنے کے بعد [ندامت اور اصلاح کے ساتھ] توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں تو پھر تیرا رب یقیناً معاف کرنے اور رحم فرمانے والا ہے۔ پھر جب موسیٰؑ غیظ و غضب کی کیفیت سے سکون میں آیا تو اس نے وہ تختیاں اُٹھا لیں [جو اُس نے ایک طرف ڈال دی تھیں]، وہ تختیاں، اپنے رب سے خوف کھانے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت کا ایک مسوّدہ [document] تھیں۔.................................... مفہوم آیات ۱۵۲ تا ۱۵۴

اللہ کے حضور ستّر افراد کے وفد کے ہم راہ موسیٰ علیہ السلام کی طورِ سینا پر حاضری

[دوبارہ طلب کرنے پر] ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر ایک وفد کے ساتھ حاضر ہونے کے

لیے موسیٰؑ نے اپنی قوم سے ستّر آدمیوں کا انتخاب کیا۔[جب وہ طورِ سینا پر حاضر تھے]اُن لوگوں کو ایک سخت زلزلے نے آپکڑا تو موسیٰؑ نے کہا: اے میرے پرورد گار، تو چاہتا تو یہاں آنے سے پہلے ہی اِن کو اور مجھے ہلاک کر سکتا تھا۔ کیا تو ہمارے چند جاہلوں کے جرم کے انتقام میں ہم سب کو ہلاک کرے گا؟ یہ واقعہ تو تیری جانب سے ایک ایسا امتحان تھا جس کے ذریعے تو جسے چاہتا ہے گم راہ کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ تو ہی ہمارا سر پرست و کار ساز ہے، پس ہمیں معاف کر اور ہم پر رحم فرما، تو سب سے بڑھ کر معاف فرمانے والا ہے۔ اور ہمارے لیے اس دنیا کی بھلائی بھی مقدّر کر دے اور آخرت کی بھی، ہم نے[عبادت و استعانت کے لیے ہر طرف سے کٹ کر] تیری طرف رجوع کر لیا ہے۔ فرمایا گیا، میں سزا تو جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں، مگر میری رحمت ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے، اور وہ میری جانب سے اُن لوگوں کا مقدّر ہے جو مجھ سے ڈر کے نافرمانی سے پرہیز کریں گے، زکوٰۃ دیں گے اور میری آیتوں پر ایمان لائیں گے۔ .... مفہوم آیات ۱۵۵ تا ۱۵۶

۳: خطاب کا رخ بنو اسرائیل اور سارے انسانوں کی جانب

بنو اسرائیل کے لیے نبی اُمّی کی پیروی سے مشروط وعدۂ رحمت

اگلی آیات میں دیکھیے کہ بنی اسرائیل پر رحمت کا وعدہ مشروط ہے اس کی مدد کرنے سے، اس کا ساتھ دینے اور قرآن کی پیروی اختیار کرنے سے۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم پیروانِ محمد ﷺ اس دین کے علم بردار بننے کے بجائے عالمی فرعونوں کے آلۂ کار بنے ہوئے ہیں۔ قبروں کو پوجنے سے لے کر غیر اللہ سے استعانت طلب کرنا ہمارے عوام اور رہ نماؤں کا شیوہ ہے، ہندوؤں کی طرح رسومات کی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ہیں اور ہر برے کام میں مبتلا اور ہر نیکی سے دور ہیں، بد دیانتی، کرپشن، بد عہدی میں ساری اقوامِ عالم کو پیچھے چھوڑ دیا ہے، کیا اِن حالات میں اللہ کی رحمت کی امید کی جا سکتی ہے؟

[آج جب شہرِ مکہ میں اللہ کا نبیؐ دعوت ایمان دے رہا ہے، میرا وعدۂ رحمت بنی اسرائیل کے اُن لوگوں کے لیے ہے] جو اِس رسول، نبی اُمّی کی اتباع کریں گے، اِس کا ذکر تو انھیں اپنی کتابوں، تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے۔ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُوْنَهُ

مَكۡتُوبًا عِندَهُمۡ فِي ٱلتَّوۡرَىٰةِ وَٱلۡإِنجِيلِ وہ انھیں نیکی کے کاموں کا حکم دیتا ہے، برے کاموں سے روکتا ہے، ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام قرار دیتا ہے، اور ان پر سے [پابندیوں اور رسومات کے وہ ناروا] بوجھ اتارتا ہے جو اُن پر لدے ہوئے تھے اور وہ بیڑیاں کھولتا ہے، جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔ لٰہذا [اِن بنی اسرائیلیوں میں سے] صرف وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں جو اِس نبی پر ایمان لائیں اور اس کی مدد کریں، اس کا ساتھ دیں اور اُس ہدایت [یعنی قرآن] کی پیروی اختیار کریں جو اس نبیؐ پر نازل کی گئی ہے۔ .... مفہوم آیت ۱۵۷

سارے انسانوں کو نبی اُمّی محمد ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت

اے محمدؐ، سارے انسانوں تک یہ بات پہنچائیے کہ: میں تم سب کی طرف اُس اللہ کا پیغام بر [نبی/رسول] ہوں، جو زمین اور آسمانوں پر اقتدار رکھتا ہے، اُس کے سِوا کوئی اِلٰہ نہیں ہے، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی اُمّی پر جو اللہ اور اس کے ارشادات واحکامات کو مانتا ہے، اور [تم اسی کے] بتائے ہوئے طریقے پر زندگی گزارو، یوں تم [اللہ کی پسندیدہ] راہ پالوگے۔ موسیٰؑ کی قوم میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو حق کے مطابق لوگوں کی رہ نُمائی کرتا اور حق ہی کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ .... مفہوم آیت ۱۵۸تا۱۵۹

بنواسرائیل کے بارہ قبیلوں کے لیے پانی کے بارہ [۱۲] چشمے

اور پھر [فرعونیوں سے نجات دلانے اور سمندر پار کرانے کے بعد وادیٔ سینا میں] ہم نے موسیٰؑ کی قوم کو بارہ گھرانوں [قبیلوں] میں تقسیم کر کے انھیں مستقل اکائیوں کی شکل دے دی۔ اور جب موسیٰؑ سے اس کی قوم نے پانی طلب کیا تو ہم نے ایک چٹان کی جانب موسیٰؑ کو اشارہ کیا کہ اُس پر اپنی لاٹھی مارو، یوں اُس چٹان سے یکایک بارہ چشمے اُبل پڑے اور ہر قبیلے نے اپنے پانی لینے کی جگہ متعیّن کرلی، ہم نے اُن پر [کھلے میدان میں] بادلوں کا سایہ کیا اور خوراک کی فراہمی اُن پر من وسلویٰ سے پوری کی۔ اُن پر اکرام کیا گیا کہ کھاؤ یہ پاکیزہ خوراک، جو ہم نے تم کو بخشی ہے۔ مگر اس کے بعد [پیہم کفرانِ نعمت، نافرمانی اور سرکشی سے] انھوں نے جو کچھ کیا تو ہمارا کیا بگاڑا خود اپنے آپ ہی کو [ذلت ورسوائی اور صحرانوردی میں] لے ڈوبے۔ .... مفہوم آیت ۱۶۰

بنواسرائیل نے فلسطین کی جانب پیش قدمی کے حکم کی نافرمانی کی

[بنی اسرائیل سے کہو کہ] یاد کریں وہ موقع جب اُن کو حکم دیا گیا تھا کہ اِس [فلسطینی] بستی میں جا کر آباد ہو جاؤ اور جہاں سے چاہو کھاؤ پیو [اس کی نوع بہ نوع پیداوار سے اپنی مرضی اور شوق کے مطابق روزی حاصل کرو] اور خبردار، توبہ واستغفار کرتے ہوئے [بستی کے] دروازے میں [اللہ کے حضور عاجزی کے اظہار کے لیے] سر جھکا کر داخل ہونا، ہم تمھاری خطائیں معاف کردیں گے اور نیکوکاروں کو مزید نوازیں گے۔ مگر جو ناب کار تھے، اُنھوں نے اُس بات ہی کو بدل ڈالا، جو اُن سے کہی گئی تھی، انجامِ کار ہم نے اُن کے اِس ظلم کی پاداش میں جو انھوں نے [ہماری کرم نوازی کے مقابلے میں] دکھایا۔ اُن پر آسمانی عذاب بھیج دیا .... مفہوم آیات ۱۶۱تا۱۶۲

بنی اسرائیلیوں کی سمندر کے کنارے آباد **سنیچر** والی بستی کا واقعہ

اور ذرا اِن [بنواسرائیل] سے [اِن کی] اُس بستی کا واقعہ بھی پوچھو جو سمندر کے کنارے آباد تھی۔ وہاں کے لوگ [کاروبارِ دنیا کے لیے ممنوع اور عبادت کے لیے مخصوص] سنیچر [سَبْت/ہفتہ/ SATURDAY] کے روز پابندی کی خلاف ورزی کرتے تھے۔ واقعہ یہ تھا کہ مچھلیاں صرف سنیچر ہی کے دن منہ اُٹھائے پانی کے اوپر نمودار ہوتی تھیں اور سنیچر کے علاوہ باقی دنوں میں نظر تک نہیں آتی تھیں۔ ہم نے لوگوں کو نافرمانیوں [سرکشی اور پندارِ پرہیزگاری] کی وجہ سے آزمایا تھا۔ پھر اُن میں سے [حق پر قایم] ایک گروہ نے دوسرے [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے] گروہ سے کہا تھا کہ تم ایسے [سرکش] لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو، جن کو [اُن کی نافرمانی اور ڈھٹائی کے سبب] اللہ عذاب دینے والا یا بالکل ہی ہلاک کرنے والا ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہم یہ سب [تبلیغ و نصیحت اپنی جان بچانے کی خاطر] تمھارے رب کے سامنے عذر کے طور پر پیش کرنے کے لیے کرتے ہیں اور توقع [بھی کی جاسکتی] ہے کہ شاید لوگ اس کی نافرمانی سے باز آجائیں۔ آخر کار جب [بدبخت] اُن ہدایات کو بالکل ہی فراموش کر گئے، جو انھیں دی گئی تھیں تو ہم نے اُن لوگوں کو تو بچالیا جو بُرائی سے روکتے تھے اور باقی سب ظالموں [چپ رہنے والے نیکوکاروں سمیت سارے بدکاروں] کو اُن کی نافرمانیوں کے سبب سخت عذاب میں پکڑ لیا مگر پھر جب [عذاب کے باوجود] بدکار لوگ پوری سرکشی کے ساتھ وہی

کام کیے چلے گئے جس سے انھیں روکا جارہا تھا، تو ہم نے اُن [بدکاروں] سے کہا کہ بندر بن کے ذلیل اور خوار رہو۔.. مفہوم آیات ۱۶۳تا۱۶۶

بنواسرائیل تاقیامت ظالموں کے تسلط میں رہیں گے

اگلی آیاتِ مبارکہ میں تذکرہ ہے کہ بنی اسرائیلیوں کو اللہ نے اُن کی بداعمالیوں کے سبب دوسری قوموں کی غلامی میں دے دیا۔ یہ اللہ کے عذاب کی ایک خاص شکل ہے جس میں معذوب قوم پر ظالم قوتیں مسلط کر دی جاتی ہیں، مسلمان گزشتہ ڈیڑھ صدی سے اس عذاب سے خوب واقف ہیں اور آج بھی تہذیبی اور معاشی تسلط کا شکار ہیں۔اللہ کا یہ عذاب صدقِ دل سے توبہ اور عملی طور پر اصلاحِ احوال کے بغیر نہیں ٹل سکتا۔

اِن بنی اسرائیلیوں کو کیا وہ موقع یاد نہیں کہ جب تمھارے رب نے اِنھیں بتلادیا تھا کہ وہ قیامت تک مسلسل ایسے لوگوں کو اُن پر مسلّط کرتا رہے گا، جو اِن کو شدید عذاب دیں گے، بلاشبہ تمھارا رب بہت جلد سزادینے میں تیز ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ معاف کرنے اور بہت ہی زیادہ رحم فرمانے والا بھی ہے۔ ہم نے ان کی جمعیت کو بہت سی قوموں میں تقسیم کر کے زمین میں پراگندہ کر دیا۔ ان میں کچھ لوگ نیک بھی ہیں اور کچھ اُن سے مختلف۔ اور ہم نے ان کو پیہم خوش حالی اور بدحالی سے آزمایا کہ شاید یہ پلٹ آئیں۔.. مفہوم آیات ۱۶۷تا۱۶۸

بنواسرائیل کی اوّلین نسلوں کے بعد ناخلف دنیاپرست اور دین فروش وارثین

یہ یہود و نصاریٰ کے اوّلین گروہوں [جنھوں نے اپنے نبیوں کی قربت پائی] کے بعد آنے والے لوگوں کا معاملہ ہے کہ اقامتِ دین کے داعی بننے کے بجائے دین فروش بن گئے۔ کیسی مماثلت ہے نبی اُمّی کے پیروکاروں کی بعد کی نسلوں میں آنے والوں میں اور اُن میں جن کا ذکر قرآن کر رہا ہے!

پھر اگلی نسلوں کے بعد [اِن کی نسل میں] ایسے ناخلف کتاب الٰہی کے وارث [عالم] ہوئے جو [اس کی آیتوں کی تلاوت اور بیان کے معاوضے میں] اسی حقیر دنیائے فانی کے فوائد سمیٹتے ہیں اور [توجہ دلانے پر] کہتے ہیں کہ توقع ہے ہمیں معاف کر دیا جائے گا، اور اگر [غلطی کے اس احساس اور

ادراک کے باوجود، آیات فروشی کا موقع] وہی متاعِ دنیا لیے پھر سامنے آجائے تو پھر لپک کر اُسے [دانتوں سے پکڑ کر] لے لیتے ہیں۔ کیا ان سے کتاب [کے اس مضمون] کا عہد نہیں لیا گیا تھا کہ اللہ کے حوالے سے وہی بات کہیں گے جو حق ہو گی؟ اور جو کچھ کتاب میں لکھا ہے اِسے یہ خوب پڑھ چکے ہیں [خوب جانتے ہیں]۔ [دین فروشوں کے مقابلے میں] اللہ سے ڈر اور خوف رکھنے والوں کے لیے تو [متاعِ دنیا کے مقابلے میں] آخرت کی قیام گاہ ہی زیادہ پسندیدہ اور بہتر ہے، کیا تم اتنی سی بات نہیں سمجھتے؟ جو لوگ کتابُ اللہ کی سختی کے ساتھ پابندی کرتے ہیں اور نماز [پابندی وقت، خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرتے اور اس کا نظام] قایم کرتے ہیں، یقیناً یہی اصلاح کرنے والے ہیں، ان کا اجر ہم ضائع نہیں کریں گے۔ .... مفہوم آیات ۱۶۹ تا ۱۷۰

سروں پر لرزتے ہوئے پہاڑ تلے بنو اسرائیل سے کتابِ الٰہی کو تھامنے کا عہد

[اِن کو یاد دلانے اور سنانے کے لیے] وہ واقعہ بھی اہم ہے جب ہم نے پہاڑ کو اُٹھا کر اُن پر سائے بان کی مانند معلق کر دیا تھا اور وہ یہ اندیشہ کر رہے تھے کہ بس اب وہ اِن پر گرا، .... اُس وقت ہم نے اُن سے [عہد لیتے ہوئے] کہا تھا کہ جو کتاب ہم تمھیں دے رہے ہیں اسے مضبوطی کے ساتھ تھامو گے اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اسے یاد رکھو گے، [ایسا کرو گے تو] شاید تم اللہ سے ڈرنے والے پرہیز گار بن سکو۔ .... مفہوم آیت ۱۷۱

۴: اختتامِ سورۃ پر دروسِ دین و حکمت

اس طویل سورۃ کا اختتامی کلام بھی کافی طویل ہے جو ۳۵ آیات پر مشتمل ہے، جس میں انسانوں کو اور خصوصی طور پر قریش کو عہدِ فطرت، یعنی یومِ الست کو لیے گئے عہد کی یاد دہانی کرائی گئی ہے اور دعوت دی گئی ہے کہ بنی اسرائیل کے جو حالات پچھلی آیات میں بیان ہوئے ہیں اُن سے عبرت حاصل کریں۔ پھر اُن کو آگاہ کیا گیا ہے کہ جب اللہ کی گرفت میں آؤ گے تو تمھارے یہ نام نہاد اولیاء اور اُن کے تمھارے ساختہ و تراشیدہ بت کچھ کام نہیں آئیں گے۔ آخر میں نبی ﷺ کو اور اہلِ ایمان کو صبر، منکرین سے اعراض اور ہر آن یادِ الٰہی میں مصروف رہنے کی ہدایت ہے۔

یومِ الست، لیا گیا عہد

اے محمدؐ، جب [یومِ الست] تمھارے رب نے انسانوں کی پُشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا تھا، تو انھیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا کہ کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! تو ہی ہمارا رب ہے، ہم اس پر گواہ ہیں۔ ایسا ہم نے اس لیے کیا کہ کہیں روزِ قیامت تم یہ عذر نہ پیش کرو کہ ہمیں تو اس بات کی کوئی خبر ہی نہ تھی، یا یوں کہو کہ شرک تو ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا کرتے آئے تھے اور ہم تو زمین پر اُن کے بعد اُن کی جانشین نسل تھے [سو وہی کرتے رہے جو اُنھوں نے کیا] پھر کیا تو ہمیں دوسرے غلط کاروں کے قصور میں پکڑے گا۔ ہم اسی طرح اپنی بات کو وضاحت سے پیش کرتے ہیں تاکہ لوگوں پر حجت قایم ہو اور اُنھیں پلٹ آنے کا موقع ملے۔ مفہوم آیات ۱۷۲ تا ۱۷۴

ایک عالِم جو کتے کی مانند ہو گیا

اور اے محمدؐ، اِن کے سامنے اُس عالِم کا حال بیان کرو جس کو ہم نے اپنی آیات کا علم دیا تھا مگر وہ ان کا حق ادا کرنے میں ناکام ہو گیا آخر کار شیطان [نرم چارہ پاکر] اُس کے پیچھے لگ گیا یہاں تک کہ وہ قطعی گم راہوں میں شامل ہو گیا، اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیات کے ذریعے سربلند کرتے مگر وہ دنیاپرستی کی طرف راغب ہو گیا اور اپنی نفسانی خواہشات کی تسکین میں لگ گیا، چناں چہ اُس کی حالت اُس کُتّے کی مانند ہو گئی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی وہ زبان لٹکائے رہے اور اگر اُس کو چھوڑ دے تب بھی كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ زبان نکلی ہی رہے۔ ہماری آیتوں کو جھٹلانے والوں پر یہ ایک تمثیل ہے۔ تم یہ حکایات اِن کو سناتے رہو، شاید کہ یہ کچھ غور و فکر کریں۔ ....

.... مفہوم آیات ۱۷۵ تا ۱۷۶

چوپایوں کی مانند [كَالْأَنْعَامِ] انسان

کیا ہی بُری تمثیل ہے اُس قوم کی، جس کے لوگوں نے ہماری آیات کا انکار کر کے خود اپنے ہی اوپر ظلم کیا۔ اللہ جسے ہدایت بخشے بس وہی راہِ راست پاتا ہے اور جنھیں وہ گم راہ کر دے وہی ناکام و نامراد ہوتے ہیں۔ بہت سے جِنوں اور انسانوں کو ہم نے جہنم ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ ان کے پاس دل [مرکزِ

عقل وجذبات وشعور] ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں۔ ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں۔ ان کے پاس کان تو ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں۔ وہ چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ [کم فہمی میں] ان سے بھی زیادہ گئے گزرے، یہی وہ لوگ ہیں جو [دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کے لا متناہی ہونے سے] غافل ہیں۔.. مفہوم آیات ۱۷۷ تا ۱۷۹

اللہ کے لیے اچھے نام ہیں، پس اس کو اُسی کے اچھے ناموں سے پکارو اور اُن لوگوں کی جانب دیکھو بھی نہیں [لا تعلق ہو جاؤ] جو اس کے نام رکھنے میں ٹیڑھ کا شکار ہوتے ہیں[95]۔ ان لوگوں کو ان کی بداعمالیوں اور حرکتوں کی سزا ضرور ملے گی۔ ہمارے تخلیق کردہ انسانوں میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو حق کی جانب رہ نمائی کرتا اور حق ہی کے مطابق فیصلے کرتا ہے۔ .... مفہوم آیات ۱۸۰ تا ۱۸۱

اہلِ مکہ، محمد ﷺ کی تکذیب کے نتیجے میں کہاں جا رہے ہیں؟

جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا ہے، اُن کو ہم آہستہ آہستہ ایک تدریج سے تباہی کی طرف یوں لے جا رہے ہیں کہ انھیں احساس تک نہیں ہے۔ میں ان کو ڈھیل دے رہا ہوں، میری تدبیر کا کوئی توڑ نہیں ہے۔ اور کیا اِن لوگوں نے کبھی غور نہیں کیا کہ اِن کے رفیق [داعی الی اللہ، محمد ﷺ] پر جُنون کا کوئی شائبہ نہیں ہے۔ وہ تو ایک واضح انداز میں کسی لگی لپٹی کے بغیر انجام سے ڈرانے والا ہے۔ .....

.... مفہوم آیات ۱۸۲ تا ۱۸۴

قیامت کب آئے گی؟ نبی ﷺ کو بھی نہیں معلوم!

جن لوگوں نے انکار کیا ہے، کیا کبھی انھوں نے آسمانوں اور زمین کے نظام پر غور نہیں کیا [کہ اُس میں منتظم کا کمالِ انتظام نظر آتا]، کیا کسی بھی چیز کو، جو اللہ نے پیدا کی ہے [ہر چیز اللہ ہی کی پیدا کی ہوئی ہے] آنکھیں کھول کر نہیں دیکھا [کہ اُس میں خالق نظر آتا]؟ اور کیا یہ بھی انھوں نے کبھی سوچا کہ شاید ان کی مہلتِ زندگی پوری ہونے کا وقت قریب آ گیا ہو [اور مرنے کے بعد کی زندگی پر غور کرتے]؟ آخر پیغمبرؐ کی اب اِس تنبیہ کے بعد یہ کس چیز پر ایمان لائیں گے؟ جس کو اللہ رہ نمائی سے محروم کر دے اُس کو پھر کوئی راہ پر نہیں لا سکتا، اور اللہ [ایسے ناب کاروں کو] ان کی سرکشی میں بھٹکتا ہوا

95 ایک مفہوم یہ بھی مفسرین بیان کرتے ہیں کہ نام نہ بگاڑو، بگاڑنے والوں سے دور رہو، مشرکانہ نام نہ رکھو۔

چھوڑے رکھتا ہے۔..۱۸۵تا۱۸۶

یہ لوگ تم سے قیامت کا وقت پوچھتے ہیں کہ وہ کب آئے گی؟ کہو "اِس کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے جب اُس کے آنے کا لمحہ آجائے گا تب اُس کا واقع ہونا ہی اُس کا وقت ظاہر کرے گا۔ زمین اور آسمانوں پر وہ بڑا ہی بھاری وقت ہوگا[96]۔ وہ تم پر اچانک آدھمکے گی۔ یہ لوگ تو تم سے قیامت کے بارے میں اِس طرح پوچھتے ہیں گویا کہ تم اس کی تحقیق کر چکے ہو۔ کہو، اِس کا علم تو بس، صرف اللہ ہی کو ہے مگر اکثر لوگ اِس حقیقت سے آنکھیں چراتے ہیں۔............................مفہوم آیت ۱۸۷

نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فرائض و اختیارات

اے محمدؐ، [اِن کے بے ہودہ سوالات اور معجزوں کے مطالبوں کے جواب میں] ان سے صاف حقیقت بیان کر دو۔ کہو کہ میں تو اپنی ذات تک کے لیے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا قُلْ لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا [چہ جائے کہ تمھارے لیے نہریں بہا سکوں اور سونے کے محل بنواؤں]، اللہ ہی کرتا ہے، جو کرتا ہے، وہ جو چاہتا ہے بس وہی ہوتا ہے۔ [میرے چاہنے اور معجزے مانگنے سے کچھ نہیں ہو سکتا] اور اگر مجھے غیب کا [یا قیامت کا] علم ہوتا تو میں بہت سے فائدے اپنے لیے حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی نقصان نہ پہنچتا۔ میں تو اللہ کی جانب سے [انکار کرنے والوں کو برے کاموں کے انجام بد سے] محض ایک خبردار کرنے والا اور خوش خبری سُنانے والا ہوں اُن لوگوں کے لیے جو میری باتوں پر ایمان لائیں۔ مفہوم آیت ۱۸۸

اہلِ مکہ کو دعوتِ توحید اور دعوتِ فکر

وہ اللہ ہی ہے جس نے تمھیں ایک جان [مرد] سے پیدا کیا اور اُسی سے اس کی جوڑی [عورت] بنائی، تاکہ وہ اُس سے تسکین حاصل کرے[97]۔ پھر جب وہ اُس پر چھا گیا تو اُسے ایک خفیف سا حمل رہ گیا جسے وہ لیے ہوئے چلتی پھرتی رہی، یہاں تک وہ اتنی بوجھل ہوگئی [کہ دیکھنے والے حمل کا اندازہ کرنے لگے] تب دونوں مل کر اللہ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ اگر تُو نے ہمیں تن درست بچہ دیا تو ہم تیرے

۹۶ ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے: آسمانوں اور زمین اس سے بوجھل ہیں [حاملہ کی مانند، جب زچگی قریب ہو]۔

۹۷ صرف جنسی ہی نہیں، ہر نوع کی ذہنی، نفسیاتی، معاشرتی وغیرہ وغیرہ۔

شکر گزار ہوں گے۔ مگر جب اللہ ان کو ایک صحیح سلامت بچہ دے دیتا ہے تو وہ اُس کی عنایت میں دوسروں کو بھی اِس کا شریک ٹھہرانے لگتے ہیں ؔاللہ بہت بالا تر ہے اِن الزاماتِ مشرکانہ سے جو یہ لوگ اُس پر لگاتے ہیں فَتَعَالَى اللهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔ کیا وہ اُن ہستیوں کو اللہ کا شریک [98] [مشکل کشا، حاجت روا، غوث الاعظم] ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ خود [مرد اور عورت کے ملاپ کے بعد اسی طرح زچگی سے] پیدا کیے جاتے ہیں، [کیا غضب ہے] کیا وہ اُن ہستیوں کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں جو نہ ان [شریک ٹھہرانے والوں] کی مدد کر سکتی ہیں اور نہ خود اپنی ہی کسی مدد پر قادر ہیں!

.... مفہوم آیات ۱۸۹ تا ۱۹۲

[یہ تمھارے معبود تمھاری رہ نُمائی تو کجا] اگر تم انھیں راہِ راست پر آنے کی دعوت دو تو وہ تمھارے پیچھے نہ چل سکیں [99]، تم خواہ انھیں پکارو یا خاموش رہو، دونوں صورتوں میں اِن کی کارکردگی یکساں ہی رہے گی۔ تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر جن جن سے دعائیں مانگتے اور استعانت طلب کرتے ہو وہ تو محض تم جیسے انسان ہیں، اللہ کے بندے ہیں [موت کے بعد اللہ کے حضور پہنچ چکے]۔ ان سے دعائیں مانگ دیکھو، اگر ان [کی الوہیت اور اختیارات و طاقت] کے بارے میں تمھارے خیالات صحیح ہیں تو ان کی جانب سے تمھاری دعاؤں کا جواب ملنا چاہیے۔ کیا یہ پاؤں رکھتے ہیں [یا مرنے کے بعد اِن کے پاؤں کام کرتے ہیں] کہ ان سے چلیں؟ کیا یہ ہاتھ رکھتے ہیں کہ جن سے پکڑیں؟ کیا یہ آنکھیں رکھتے ہیں کہ جن سے دیکھیں؟ کیا یہ کان رکھتے ہیں کہ جن سے سُنیں؟ اے محمدؐ، ان سے کہہ دو کہ بُلالیں اپنے ٹھہرائے ہوئے [اللہ کے ہم سر اور اختیارات میں] حصہ داروں [شریکوں، partners] کو، پھر تم سب مِل کر

---

۹۸ اب، جو شرک ہم توحید کے مدعیوں میں پا رہے ہیں وہ اس سے بھی بدتر ہے۔ یہ ظالم تو اولاد بھی غیروں ہی سے مانگتے ہیں۔ حمل کے زمانے میں مَنّتیں بھی غیروں کے نام ہی کی مانتے ہیں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد نیاز بھی انھی کے آستانوں پر چڑھاتے ہیں۔ اس پر بھی یہ خیالِ خام ہے زمانۂ جاہلیت کے عرب تو مشرک تھے اور یہ موحّد ہیں، اُن کے لیے جہنم واجب تھی اور ان کے لیے نجات کی گارنٹی ہے، اُن کی گم راہیوں پر تنقید کی زبانیں تیز ہیں، مگر اِن کی گم راہیوں پر کوئی تنقید کر بیٹھے تو مذہبی درباروں میں بے چینی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ اسی حالت کا ماتم حالی مرحوم نے اپنی مسدس میں کیا ہے۔ [مسدس کے چند اشعار باب کے آخر میں دیکھیے]

۹۹ یعنی ان مشرکین کے معبودانِ باطل کا حال یہ ہے کہ سیدھی راہ دکھانا اور اپنے پرستاروں کی رہ نمائی کرنا تو در کنار، وہ بیچارے تو کسی رہ نما کی پیروی میں چلنے کے قابل بھی نہیں، حتّٰی کہ کسی پکارنے والے کی پکار کا جواب تک نہیں دے سکتے۔ [تفہیم القرآن جلد دوم، سورۃ الاعراف، حاشیہ ۱۴۷]

میرے خلاف چالیں چل لو اور میرے ساتھ کوئی رعایت نہ کرو، میرا حامی و ناصر تو وہ اللہ ہے جس نے یہ کتاب [قرآن مجید] نازل کی ہے اور وہ نیکوکاروں کی حمایت کرتا ہے۔ .... مفہوم آیات ۱۹۳ تا ۱۹۶

اللہ کو چھوڑ کر جن سے تم دُعائیں مانگتے ہو، وہ بچارے تو خود سیدھی راہ سے بھٹکے ہیں

جن جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر دادرسی اور مشکل کشائی کے لیے پکارتے ہو، وہ نہ تمھاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ خود اپنی ہی کسی مدد کے قابل ہیں، حد یہ ہے کہ اگر تم انھیں سیدھی راہ پر آنے کے لیے بلاؤ تو وہ تمھاری بات سُن تک نہ سکیں۔ تم اُنھیں دیکھتے ہو [اُن بتوں کو یا اُن کی قبروں کو] تو گمان کرتے ہو کہ وہ تمھاری طرف دیکھ رہے ہیں مگر فی الواقع وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے۔ اے نبیؐ، جاہلوں سے نرمی و در گزر کا طریقہ اختیار کرو، معروف کی تلقین کیے جاؤ، اور اِن سے [بحث میں] نہ اُلجھو۔ اگر کبھی شیطان تمھیں [اِن سے جھگڑا اور مباحثہ کرنے کے لیے] اُکسائے تو اللہ کی پناہ مانگو، وہ سب کچھ سُننے اور جاننے والا ہے۔ حقیقت میں جو اللہ سے ڈرے ہوئے پرہیزگار لوگ ہیں، اُن کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ کبھی شیطان کے اثر سے کوئی بُرا خیال اُنھیں آ بھی جائے تو وہ فوراً ہوشیار ہو جاتے ہیں اور پھر انھیں [ہدایت اور گم راہی] صاف نظر آنے لگتی ہیں [تاکہ اُن میں فرق و امتیاز کر سکیں]۔ رہے شیطان کی طرف مائل، اُس کے بھائی بند، تو شیطان تو انھیں ان کی گم رہی میں کھینچے لیے جاتے ہیں اور انھیں بے راہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے ہیں۔ .... مفہوم آیات ۱۹۷ تا ۲۰۲

جب قرآن تمھارے سامنے پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سُنو اور خاموش رہو

اے نبی، جب تم ان لوگوں کے سامنے کوئی معجزہ پیش نہیں کرتے تو یہ کہتے ہیں کہ تم نے اپنی صداقت کے ثبوت کے لیے کوئی معجزہ کیوں نہ انتخاب کر [کے اللہ سے مانگ] لیا۔ اِن سے کہو کہ میں تو صرف اُن احکاماتِ وحی کی پیروی کرتا ہوں، جو میرا رب میری طرف بھیجتا ہے [میرا یہ کام اور منصب نہیں کہ معجزے طلب کروں]۔ تمھارے رب کی طرف سے یہ [آیات جو تمھیں سُنائی جا رہی ہیں] حکمت و بصیرت کی باتیں ہیں، در حقیقت یہ ہدایت اور رحمت ہیں اُن لوگوں کے لیے جو اسے قبول کریں۔ جب قرآن تمھارے سامنے پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سُنو اور خاموش رہو[۱۰۰]، شاید کہ تم

۱۰۰ یہ نصِ قطعی ہے کہ جب قرآن پڑھا جا رہا ہو تو اُسے توجہ اور خاموشی سے سُنا جائے۔ قرآن کی تلاوت کو موسیقی کی

پر بھی رحمت ہو جائے۔اے نبیؐ،اپنے رب کو صبح و شام یاد کیا کرو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف کے ساتھ اور کبھی ہلکی آواز سے بھی؛اور اُن لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو غفلت میں پڑے [اپنے رب کو یاد ہی نہیں کرتے] ہیں۔ بے شک تیرے رب کے پاس جو [فرشتے] ہیں ، اللہ کی بندگی [غلامی، اطاعت و عبادت] سے اُن کا پندار مجروح نہیں ہوتا، وہ اس کی تسبیح کرتے اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔[یہ آیت سجدہ کا مفہوم ہے] آیتِ سجدہ.............................. مفہوم آیات ۲۰۳تا۲۰۶

مسدسِ حالی سے چند اشعار [حاشیہ ۹۵]

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
مزاروں پہ جا جا کے نذریں چڑھائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اِس سے آئے

جو ٹھیرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
اِماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

مانند کانوں کے مزے اور کانوں کی لذّت کے لیے نہیں بلکہ اللہ کے پیغام کو سمجھنے اور پھر اُس کو لے کر اُٹھنے کے عزم کے ساتھ توجہ سے سنا جانا چاہیے۔ جا بجا قرائتِ قرآن مجید، سیاسی جلسوں میں اللہ کے دین کے مقابلے میں اپنی دانش بگھارنے سے قبل، مزاروں پر عرس میں غیر اللہ سے مدد مانگنے اور قبروں کو پوجنے سے قبل اور ٹی وی ریڈیو کے پروگرامات کے آغاز میں، موسیقی اور ڈانس کے پروگراموں سے قبل، اللہ رب العالمین کے ساتھ ایک ایسا مذاق ہے جس کا وہ شرق سے غرب تک پوری امتِ مسلمہ پر ذلت و نکبت طاری کر کے انتقام لے رہا ہے۔! ہم اُس گوہ کے بل میں گھس چکے ہیں جس میں بنی اسرائیل گھسے تھے۔[دیکھیے حاشیہ ۸۹، صفحہ ۲۸۱]

تقریظ

اللہ کی عنایت سے محبی و مکرمی پروفیسر جناب ظفر حجازی صاحب، ڈپٹی ڈائرکٹر ریسرچ، ادارہ معارف اسلامی، لاہور اُن چند حضرات میں سے ہیں جن کی معاونت، محبت اور ہمت افزائی سے تصنیف و تالیف کے اس کام کو یہاں تک پہنچانے میں بڑی مدد ملی، گزشتہ تین جلدوں سے اصرار رہا کہ وہ پیش لفظ لکھ دیں، لیکن کبھی نہ مانے، تاہم جب نظرِ ثانی کے بعد مسودہ لاہور سے کراچی واپس آتا ہے تو اُس کے ساتھ تبصرے کی سطور ضرور ہوتی ہیں، چند اقتباسات قارئین کے پیشِ نظر ہیں۔ مؤلّف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۸جون ۲۰۱۷

محترم ڈاکٹر تسنیم احمد صاحب

السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ آپ کے ارسال کردہ کاروانِ نبوت ؐ کا مسودہ ملا، میں نے اسے سرتاسر پڑھا، سیرت النبی ﷺ کے واقعات و حالات میں جس قدر ڈوب کر آپ نے لکھا ہے، بہت کم لوگوں کو اُس کی توفیق ارزانی ہوئی ہے۔ ایک ایک سطر آپ کے سیرت النبیؐ سے والہانہ لگاؤ کی مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قارئین کو بھی یہ توفیق نصیب ہو کہ وہ اِسی گہرائی اور رسولِ اکرم ﷺ سے اِسی محبت و تعلق سے مطالعہ فرمائیں جو مصنف کے قلب و نظر کو نصیب ہوا، وفورِ شوق کی کارفرمائی تو ہے ہی، اس کے ساتھ ساتھ توازن و استدلال سے کام لینے کا سلیقہ کوئی آپ سے سیکھے۔

آپ عمر بھر سائنس کے طالبِ علم رہے، زیرِ نظر کتاب میں آپ قرآن و حدیث کے حوالے سے سیرت نگاروں کے حلقے میں داخل ہوگئے ہیں۔ آپ کی زبان ایسی سلیس، سادہ اور دل کش ہے کہ آدمی پڑھتا ہی رہ جائے۔ بعض مقامات پر اردو محاورے اور روز مرّہ کا ایسا استعمال ہے کہ اہلِ زبان تو اس سے محظوظ ہوں گے ہی تاہم جو افراد زبان و بیان کی باریکیوں سے واقف نہیں وہ آپ کے حسنِ بیان کی لطافتوں سے بہرہ افروز نہیں ہو سکیں گے۔ صفحات ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۹۳ اور صفحہ ۲۳۱ پر آپ نے زبان کے جو چٹخارے لیے ہیں وہ سیرت کی اور کسی اور کتاب میں کہاں ہوں گے۔.......... اللہ تعالیٰ آپ کی اس محنت کو قبول فرمائے۔

والسلام..... مخلص

پروفیسر ظفر حجازی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لاہور، یکم نومبر ۲۰۱۷ء

محترم ڈاکٹر تسنیم احمد صاحب، السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ؛ آپ کے مرسلہ تراجم کے اجزا نظر سے گزرے، اس مرتبہ آپ کے ترجموں میں سلاست اور بلاغت کا عنصر نسبتاً زیادہ ہے وللّٰہ الحمد۔

آپ عربی الفاظ کی اصل [root] پر نہ جایئے اور نہ Etomological origin کی زیادہ فکر کیجیے۔ عربی لغت میں ایک ایک لفظ کے متعدد معانی دیے گئے ہیں، آپ کس کس لفظ کی روٹ یا استعاری معانی پر جائیں گے۔ ہماری اتنی لیاقت نہیں کہ عربی زبان وادب کی باریکیوں کو اور گہرائیوں کو جان سکیں۔ آپ اُن لوگوں کی عربی زبان میں مہارت اور گرفت پر اعتبار کریں جن کی ساری عمر عربی زبان وادب پڑھنے پڑھانے میں بسری یا جنھیں اللہ تعالیٰ نے لسانی، ادبی ذوق سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو ذوق آپ کو عطا کیا ہے اُس پر اللہ کا شکر ادا کیجیے۔ آپ قرآنی آیات کا جو مفہوم بیان کر رہے ہیں اور جس احتیاط سے کام لے رہے ہیں یہ اہلِ علم سے داد و تحسین وصول کرے گا، اِن شاءاللہ؛ آپ جو کام کر رہے ہیں وہ سیرت النبی ﷺ اور قرآن دونوں پر محیط ہے اور ماشاءاللہ خوب نبھا رہے ہیں...............

والسلام....... مخلص

پروفیسر ظفر حجازی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لاہور، ۲۹ نومبر ۲۰۱۷ء

محترم و مکرم ڈاکٹر تسنیم احمد صاحب، السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ؛ امید ہے کہ آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔ آپ کی کتاب کے چند اجزا مطالعہ کے بعد واپس بھیجے جا رہے ہیں۔ اِنھیں غور سے دیکھ لیں۔ قرآن مجید پر غور و غوص، اُس سے حاصل ہونے والی بصیرت اور اُس کی تعبیر و تشریح سے حاصل ہونے والی فکر و نظر کی بالیدگی انسان کے لیے عرفانی ترفع کا ایک ایسا سر وسامان پیدا کر دیتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی توحید کا شعور و ادراک عمیق تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ قرآن مجید کے معجزاتی کمالات کا ثبوت ہے، قرآن مجید کو پڑھنے اور اور اُس پر غور وفکر کرنے سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھتا ہے۔ آپ کی اس کتاب میں توحید غالب ہے، غالب ہونی ہی چاہیے۔ میں آپ کی کتاب کے مطالعے سے بہت خوش ہوا اور بہت تھوڑے عرصے میں آپ اِسے تکمیل کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اسے مکمل کرنے کی توفیق دے۔

والسلام....... مخلص

پروفیسر ظفر حجازی

ترجمان القرآن، لاہور، اکتوبر ۲۰۱۷ء

کتاب نما

روح الامین کی معیت میں کاروانِ نبوتؐ، ڈاکٹر تسنیم احمد۔

جلد اوّل تا جلد پنجم؛ ناشر: دعوۃ الحق، ۹۳-اے، اٹاوا سوسائٹی، احسن آباد، کراچی-فون: ۰۳۱۴-۲۱۲۰۸۶۸۔ صفحات: (علی الترتیب): ۱۷۵، ۲۵۶، ۲۸۸، ۳۰۴، ۲۸۸۔ (قیمت: علی الترتیب): ۲۵۰روپے، ۲۵۰روپے، ۳۰۰روپے، ۳۵۰روپے، ۳۵۰روپے۔

زیر نظر سیرت النبیؐ، سیرت کی عمومی کتابوں سے خاصی مختلف اور منفرد ہے۔ مصنف نے کتاب کے دو کلیدی موضوعات بتائے ہیں: نزولِ قرآن اور سیرت النبیؐ۔ ان کی وضاحت کے لیے انھوں نے متعدد تصاویر، نقشے، جدولیں اور اشاریے شامل کیے ہیں۔

باب اوّل کا عنوان ہے: 'محمد ﷺ کے جدّ اعلیٰ ابراہیم علیہ السلام'۔ اس میں حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ مکہ اور یثرب کی مختصر تاریخ کا ذکر ہے۔ دوسرے باب میں بعثتِ محمدی سے قبل اہلِ ایمان کی آزمایش (اصحابِ کہف، اصحاب الاخدود وغیرہ)۔ آیندہ ابواب میں آں حضورؐ کا خاندان، ولادت، پرورش، آغازِ نبوت، دعوت کا آغاز، کاروانِ نبوت میں شامل ہونے والی اوّلین اور مابعد شخصیات کا تذکرہ، واقعات کے متوازی زمانوں میں اُترنے والی آیات، ان کے مطالب اور قرآن کے انھی حصوں سے صحابہؓ کی تربیت کا ذکر۔ جلد دوم میں واقعات کے حوالے سے کاروانِ نبوت آگے بڑھتا ہے۔ راہِ حق میں آں حضورؐ اور صحابہ کرامؓ کی مشکلات اور آزمایشوں پر علمی بحثیں بھی ہیں اور تفصیلی واقعات بھی۔ ساری پانچوں جلدیں پاورق حوالوں اور تعلیقات سے مزین ہیں۔

مختصر یہ کہ کاروانِ نبوتؐ سیرت النبیؐ پر (مکی زندگی تک محدود) ایک مستند اور مفصل کتاب ہے۔ اسے آپ قافلۂ دعوتِ حق کی تاریخ بھی کہہ سکتے ہیں۔ ضمناً اس میں بہت سے تبصرے اور بہت سی معلومات آگئی ہیں۔ مصنف لکھتے ہیں: ''مؤلف کو رسولؐ اللہ اور آپؐ کے لائے ہوئے دین اسلام سے جو محبت ہے اس کی خاطر یہ کتاب صرف اللہ کی رضا کے حصول کے لیے لکھی اور شائع کی گئی ہے'' (جلد ۲، ص ۹)۔ بلاشبہہ یہ پانچ جلدیں مصنف کے خلوص، لگن، تحقیق، محنت اور عزمِ صمیم کا حاصل ہیں۔ مصنف کا اسلوب سادہ اور

آسان ہے۔ کتاب خوب صورت اور طباعت واشاعت معیاری ہے۔ در حقیقت یہ ایک مستقل زیر مطالعہ رکھنے والی کتاب ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)

ماہنامہ حکمتِ بالغہ، جھنگ، ستمبر ۲۰۱۷ء

تبصرہ وتعارف کتب

تبصرہ نگار: حافظ مختار احمد گوندل

رُوح الامین کی معیت میں

کاروانِ نبوت ﷺ (جلد پنجم)

مصنف: پروفیسر ڈاکٹر تسنیم احمد

ناشر: مکتبہ دعوۃ الحق، احسن آباد، کراچی

زیر تبصرہ سیرت النبی ﷺ کی کتاب نبوت کے پانچ برسوں (7 تا 11 نبوی) کی روداد ہے جس میں شعب ابی طالب، وفات سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، نکاح سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا، سفر طائف، جنات کا ایمان لانا، ابولہب کو جہنم کی وعید، معجزہ شق القمر، اور سورۃ الانبیاء، سورۃ القمر، سورۃ الفرقان، سورۃ فاطر، سورۃ اللہب، سورۃ الاحقاف، سورۃ ص، سورۃ یونس اور سورۃ ھود کے نزول وغیرہ پر مشتمل ہے۔ جدید اسلوبِ تحقیق اور سیرت میں ماہ وسال کی ترتیب سے تاریخی طور پر مدوّن، یہ تصنیف عرق ریزی، رضائے الٰہی اور عشق حبیب ﷺ سے لبریز ایک نادر تصنیف ہے۔ یہ تحریک اسلامی کے اس دور کی داستان ہے جس میں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب جیسی جری شخصیات اسلام قبول کر چکی تھیں۔ کاروان نبوت کی جلد پنجم کے 71ویں باب "انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلانے کا انجام" خصوصی طور پر قابل مطالعہ ہے۔ کتب خانوں کے لئے ناگزیر اور دانش جویان سیرت کے لئے ایک اہم تصنیف ہے۔